Rooh-e-Tahqeeq, Vol.03, No.04, Serial No. 10, October – December 2025

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرتّب کردہ ٹیکسز کا نظام؛ فقہی مذاہب اربعہ کا تجزیاتی مطالعہ

The tax system established by Hazrat Umar (RA)
(An Analytical Study of the Four Schools of Jurisprudence)

Ashfaq Ahmad
PhD Scholar (Islamic Studies) NCBA&E Sub Campus Multan
engrashfaqahmad3451@gmail.com

Dr.Hafiz Muhammad Arshad Habib
Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA&E Sub Campus Multan
arshadhabib12@gmail.com

Abstract:
In Islam, taxes were first collected in the form of customs duties and it was Farooq Azam who first ordered the collection of this customs duty in an organized manner. Those taxes should also be collected from their traders in the same manner as customs duties are collected from our traders in non-Muslim states. The reasoning of the four juristic schools regarding customs duty was also investigated. The four Imams agree on its collection. Imam Abu Yusuf states that if Dhimmi(ذمی) goods are transported from Muslim countries to Dara al-Harb, then customs duty should be collected every time they pass through. Imam Shafi'i, Imam Malik, and Imam Ahmad ibn Hanbal state that only one bar of customs duty should be collected per year. Regarding the amount of customs duty, Imam Abu Yusuf says that if goods worth two hundred dirhams or twenty shekels(مثقال) are carried, one fortieth of it should be collected from Muslims, one twentieth from dhimmis, and one tenth from the Harbiyyah. Imam Shafi'i says that it should be collected as Farooq al-A'zam said, that is, one-fourth of the tithe should be collected from the Muslims, half a tithe from the Dhimmis, and one-tenth from the Ahl al-Harb. Imam Malik says about this issue that one-tenth should be collected from the Ahl al-Harb merchants, and Imam Ahmad ibn Hanbal says that one-tenth was collected from the Banu Taghlib. While determining the status of customs duty, Imam Abu Yusuf (may Allah have mercy on him) and Imam Ahmad bin Hanbal are of the same opinion. They call customs duty a tribute, while Imam Shafi'i and Imam Malik call customs duty a Jizya. The analysis of the article will be presented in the form of a summary at the end of the article.

Keywords:
Hazrat Umar, Imam Shafi'i, Amount, Collected, Customs Duty, Four Juristic, Traders, Jizya

مسلمان تاجر جب دوسرے ممالک مال تجارت لے کر جاتے تو ان سے چنگی یعنی کسٹم ڈیوٹی وصول کی جاتی تھی جس کا ثبوت عہد رسالت سے بھی ملتا ہے السنن الکبری للبیھقی میں ایک روایت بیان کی گئی ہے:

"عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: " هَاتُوا لِي رُبْعَ الْعُشُورِ"(۱)

ترجمہ: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چوتھائی عشر مجھے دو۔

عشور کے سلسلہ میں سب سے پہلے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے منظم انداز میں وصول کرنے کا حکم دیا کہ غیر مسلم ریاستوں میں جس طرح ہمارے تاجروں سے چنگی وصول کی جاتی ہے اسی مناسبت سے ان کے تاجروں سے بھی ٹیکس وصول کیا جائے۔ لیکن مسلمانوں سے زکوٰۃ کی شرح کے مطابق ٹیکس وصول کیا جائے اور سال میں صرف ایک بار وصول کیا جائے۔

ا۔ عشور

عشور جسے ہم ٹیکس کہہ سکتے ہیں جو کہ ایک ملک سے دوسرے ملک سامان تجارت لے جانے پر وصول کیا جاتا تھا جیسا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے اس کی وضاحت ہوتی ہے انس بن مالک بیان کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے عشور وصولی پر مقرر کیا اور:

" عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ , أَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رُبْعَ الْعُشْرِ , وَمِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ نِصْفَ الْعُشْرِ , وَمِمَّنْ لَا ذِمَّةَ لَهُ الْعُشْرَ"(۲)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا میں مسلمانوں سے چوتھائی عشر اور اہل ذمہ سے نصف عشر اور حربی ذمیوں سے عشر وصول کروں۔

امام ابو یوسف ؒ عشور کی تحصیل کو جائز قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قَالَ أَبُو يُوسُف: فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَضَعَ العشور؛ فَلَا بَأْس بأخذها؛ إِذْ لَمْ يُتَعَدَّ فِيهَا عَلَى النَّاسِ، وَيُؤْخَذُ بِأَكْثَرَ مِمَّا يَجِبُ عَلَيْهِمْ. وَكُلُّ مَا أُخِذَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْعُشُورِ فَسَبِيلُهُ سَبِيلُ الصَّدَقَةِ مَا يُؤْخَذُ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ جَمِيعًا وَأَهْلُ الْحَرْبِ سَبِيلُ الْخَرَاجِ، وَكَذَلِكَ مَا يُؤْخَذُ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ جَمِيعًا مِنْ جِزْيَةِ رُءُوسِهِمْ وَمَا يُؤْخَذُ مِنْ مَوَاشِي بَنِي تَغْلِبَ؛ فَإِنَّ سَبِيلَ ذَلِكَ كُلَّهُ سَبِيلُ الْخَرَاجِ، يُقَسَّمُ فِيمَا يُقَسَّمُ فِيهِ الْخَرَاجُ، وَلَيْسَ هُوَ كَالصَّدَقَةِ"(۳)

ترجمہ: امام ابو یوسف ؒ فرماتے ہیں بیشک چنگی وصول کرنے کا طریقہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایجاد کیا لہذا اگر اس کی وصولی میں لوگوں سے زیادتی نہ کی جائے تو اس کی تحصیل میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مسلمانوں سے چنگی کے سلسلہ میں جو کچھ وصول کیا جائے گا اس کی حیثیت زکوٰۃ کی ہو گی مختلف اقسام کے ذمیوں اور حربی لوگوں سے جو بھی چنگی حاصل کی جائے گی اس کی نوعیت خراج کی ہو گی یہی نوعیت ان وصولیوں کی ہو گی جو ذمیوں سے جزیہ کی صورت میں یا جیسے بنو تغلب کے مویشیوں کی صورت میں وصول کیے جاتے ہیں ان تمام کی صورت خراج کی ہے ان کو انہی مصارف پر خرچ کیا جائے گا جن پر خراج کا مال لگایا جاتا ہے اور ان کی صورت زکوٰۃ کی نہیں ہو گی۔

امام شافعی ؒ عشور کو جائز قرار دیتے ہیں آپ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں:

"فَإِذَا قَالَ قَائِلٌ: فَإِذَا صَلُحَ فِي الرِّكَازِ وَهُوَ مِنْ الصَّدَقَاتِ صَلُحَ فِي كُلِّهَا وَلَوْ جَازَ لَك أَنْ تَخُصَّ بَعْضَهَا دُونَ بَعْضٍ قُلْت يَصْلُحُ فِي الْعُشُورِ وَصَدَقَاتِ الْمَاشِيَةِ"(۴)

ترجمہ: پس اگر کوئی کہتاہے: یہ خزانہ میں جائز ہے اور صدقات میں سے ہے، تو یہ سب جائز ہے اور اگر آپ کے لیے ان میں سے بعض کی تصریح کرنا جائز ہے اور بعض کا نہیں تو میں کہتاہوں: عشور اور مویشیوں کے صدقات جائز ہیں۔

عشور کے مسئلہ پر المدونۃ میں امام مالک کے حوالہ سے بیان کیا گیا ذمی تاجر سے نفع دسواں حصہ وصول کیا جائے:

"وَقَالَ مَالِكٌ: إذَا تَجَرَ الذِّمِّيُّ أُخِذَ مِنْهُ الْعُشْرُ مِنْ كُلِّ مَا يَحْمِلُ إذَا بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ، بَزًّا كَانَ أَوْ غَيْرَهُ مِنْ الْعُرُوضِ عَلَى مَا فَسرْتُ لَكَ"(۵)

ترجمہ: امام مالک نے کہا: اگر ذمی تجارت کرتا ہے تو اس سے ہر چیز پر دسواں حصہ نفع میں سے لیا جائے گا جب وہ اسے اس کے داموں سے بیچے تو چاہے وہ کپڑا ہو یا دیگر سامان جیسا کہ میں نے آپ سے بیان کیا

کتاب المدونۃ میں ایک جگہ پر مذکورہ مسئلہ پر بیان کیا گیا:

قُلْتُ: وَإِنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ بِغَيْرِ مَالٍ نَاضٍّ إنَّمَا دَخَلَ عَلَيْهِمْ بِلَادَهُمْ بِمَتَاعٍ مَتَى يُؤْخَذُ مِنْهُ؟ فَقَالَ: إذَا بَاعَهُ: قُلْتُ: فَإِذَا بَاعَهُ أُخِذَ مِنْهُ الْعُشْرُ مَكَانَهُ مِنْ ثَمَنِ الْمَتَاعِ؟قَالَ: نَعَمْ"(٦)

ترجمہ: میں نے کہا: اور اگر وہ ان کے ملک میں بغیر مال کے داخل ہوتا ہے یا اگر داخل ہوتا ہے ان کے ملک میں سامان لے کر تو اس سے ٹیکس کب لیا جائے گا؟ انہوں نے کہا اگر وہ اسے بیچ دے، میں نے کہا: پھر اگر وہ بیچ دے تو اس کے بدلے مال کی قیمت سے دسواں حصہ لیا جائے گا؟ انہوں کہا: ہاں

المغنی میں عشور کی وصولی کی تائید کی گئی ہے:

"مَسْأَلَةٌ؛ قَالَ: وَمَنْ يُجُزْ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ إلَى غَيْرِ بَلَدِهِ، أُخِذَ مِنْهُ نِصْفُ الْعُشْرِ فِي السَّنَةِ اشْتَهَرَ هَذَا عَنْ عُمَرَ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – وَصَحَّتْ الرِّوَايَةُ عَنْهُ بِهِ"(۷)

ترجمہ: مسئلہ؛ فرمایا: اور جو ذمیوں میں سے (تاجر) دوسرے ملک سے ملک میں آنے کی اجازت چاہے تو اس سے ہر سال عشر کا نصف حصہ وصول کیا جائے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت ہے اور ان کی یہ روایت صحیح ہے۔

۲۔ عشور کے وصولی کی مدت

عشور یا چنگی تاجر سے کب کب وصول کی جاسکتی ہے آیا یہ تاجر سے ہر مرتبہ مال لانے لیجانے پر وصول کی جاسکتی ہے یا صرف سال میں ایک مرتبہ ہی وصول کی جائے اس سلسلہ میں ائمہ اربعہ کا مؤقف درج ذیل ہے:

"فَمن خَرَجَ مِنهُم مِن بِلاده إلى غَيرُها يَتَجَرُّ إليها، فَعَليهِ العشرُ. مَن تَجَرَّ منهُم مِن أهلِ مصرَ إلى الشامِ، وَمَن أهلِ الشامِ إلى العِراقِ، ومن أهلِ العِراقِ إلى المدينةِ، أو اليَمنِ أو ما أشبهُ هذا من البلادِ، فَعَليهِ العشرُ. وَلَا صَدقةَ عَلى أهلِ الكِتابِ ولَا المجُوسِ في شيءٍ مِن أموَالِهِم وَلَا من مَوَاشِيهِم وَلَا ثمَارَهُم وَلَا زرُوعَهُم، مَضت بِذَلك السنةُ، وَيُقَرّون عَلى دِينِهم، وَيَكُونُونَ عَلى مَا كَانُوا عَلَيه. وَإِن اختَلَفوُا فِي العَامِ الوَاحِدِ مرارًا في بلادِ المسلمينَ، فَعَليهِم كلَّما اختَلَفُوا العَشر"(۸)

ترجمہ: پھر جو کوئی ان میں سے اپنے ملکوں سے نکلے گا اور کسی دوسری جگہ جا کر تجارت کرے گا تو اس پر دسواں حصہ (عشور) آئے گا۔ ان میں سے جو مصر کے رہنے والے ہیں وہ تجارت کی غرض سے شام جائیں گے اور شام کے رہنے والے عراق جائیں اور عراق کے رہنے والے مدینہ یا یمن یا اسی جیسے علاقوں تک جائیں تو اس انداز سے کرنے والوں پر دسواں حصہ (عشور) ہو گا اسی طرح نہ اہل کتاب پر زکوٰۃ ہے اور نہ ہی مجوسیوں پر نہ ان کے مویشیوں میں، نہ ان کے پھلوں اور نہ ہی ان

کی فصلوں میں، اسی کے مطابق سنت چل رہی ہے، انہیں ان کے دین پر قائم رہنے دیا جائے گا اور وہ اسی پر قائم رہیں جس پر وہ پہلے تھے اور اگر وہ ایک سال میں کئی مرتبہ مسلمانوں کے علاقوں میں آئیں جائیں گے تو وہ جب بھی آئیں گے ان پر دسواں حصہ (عشور) ہو گا۔

السنن الکبریٰ میں عشور کی وصولی کی مدت کے سلسلہ میں بیان کیا گیا:

"ثُمَّ أَتَاهُ الشَّيْخُ بَعْدَ ذَلِكَ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي جَمَاعَةٍ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنَا الشَّيْخُ النَّصْرَانِيُّ , فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَأَنَا الشَّيْخُ الْحَنِيفُ قَدْ كُفِيتَ. قَالَ: وَكَتَبَ إِلَيَّ أَنْ لَا تُعَشِّرَهُمْ فِي السَّنَةِ إِلَّا مَرَّةً"(۹)

ترجمہ: پھر آپ (عمر) رضی اللہ عنہ کے پاس عیسائی سردار آیا اور عمر رضی اللہ عنہ ایک جماعت میں تھے اور عرض کی اے امیر المؤمنین میں عیسائی سردار ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ فرمایا اور میں ایک (رب کی جانب) رخ کر لینے والا نگہبان ہوں، آپ کیسے ہیں، فرمایا اور میرے لیے لکھا کہ سال میں ایک بار کے علاوہ ان پر دسواں حصہ واجب نہیں ہے (یعنی عشور سال میں ایک ہی چیز پر ایک ہی بار ہے)

امام ابو یوسفؒ عشور کی وصولی کی مدت کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

"فَأَمَّا الْحَرْبِيُّ خَاصَّةً فَإِذَا أُخِذَ مِنْهُ الْعُشْرُ وَعَادَ وَدَخَلَ فِي دَارِ الْحَرْبِ، ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ شَهْرٍ مُنْذُ أُخِذَ مِنْهُ الْعُشْرُ فَمر على الْعَاشِرِ؛ فَإِنَّهُ يَأْخذ مِنْهُ إِذَا كَانَ مَا مَعَهُ يُسَاوِي مِائَتَيْ دِرْهَمٍ أَوْ عِشْرِينَ مِثْقَالا مِنْ قِبَلِ أَنَّهُ؛ حَيْثُ عَادَ إِلَى دَارِ الْحَرْبِ فَقَدْ سَقَطت عِنْد أَحْكَامُ الإِسْلَامِ وَإِنْ كَانَ مَعَهُ أَقَلَّ مِنْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ أَوْ عِشْرِينَ مِثْقَالا لَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُ شَيْءٌ"(۱۰)

حربی تاجر کے بارے میں خصوصیت سے یہ حکم ہے کہ اگر ایک مرتبہ چنگی وصولی کے بعد وہ دوسری مرتبہ دارالحرب میں واپس چلا جاتا ہے اور ایک ماہ بعد پھر دوبارہ یہ محاصل چنگی کے پاس سے گزرے اگر اس کے پاس ۲۰۰ درہم یا ۲۰ مثقال کے برابر مال ہے تو اس سے پھر چنگی وصول کی جائے گی، کیونکہ دارالحرب میں واپس داخل ہو جانے سے اس پر سے دارالاسلام کے قوانین ساقط ہو جائیں گے لیکن اگر اس کا مال ۲۰۰ درہم یا ۲۰ مثقال سے کم قیمت کا ہے تو اس سے کچھ وصول نہیں کیا جائے گا۔

امام شافعیؒ کا استدلال یہ ہے کہ عشور سال میں ایک مرتبہ وصول کیا جائے:

"(قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى): إِذَا اتَّجَرَ الذِّمِّيُّ فِي بِلَادِ الْإِسْلَامِ إِلَى أُفُقٍ مِنْ الْآفَاقِ فِي السَّنَةِ مِرَارًا لَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً كَمَا لَا تُؤْخَذُ مِنْهُ الْجِزْيَةُ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً وَقَدْ ذُكِرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ – رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى – أَنَّهُ أَمَرَ فِيمَا ظَهَرَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَأَمْوَالِ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُمْ شَيْءٌ وَقْتَهُ وَأَمَرَ أَنْ يُكْتَبَ لَهُمْ بَرَاءَةٌ إِلَى مِثْلِهِ مِنْ الْحَوْلِ"(۱۱)

ترجمہ: امام شافعیؒ فرماتے ہیں: اگر ذمی اسلامی ممالک میں کسی ایک کنارے تک سال میں بار بار تجارت کرتا ہے تو اس سے عشور صرف ایک بار لیا جائے گا جس طرح اس سے صرف ایک بار جزیہ لیا جاتا ہے اور بیشک عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ انہوں نے حکم دیا کہ ان (ذمیوں) کے اموال اور مسلمانوں کے اموال سے جو کچھ ظاہر ہو ایک مقررہ وقت جو (عشور) لیا جائے تو اس پر ایک سال کی مدت تک مزید وصولی نہ کرنے کی سند لکھ کر دی جائے۔

المدونۃ میں عشور پر بیان کرتے ہوئے کہا گیا کہ اس کی وصولی سال میں ایک بار ہی ہونی چاہیے:

"قُلْتُ: أَلَيْسَ إِنَّمَا تُؤْخَذُ مِنْ تُجَّارِ الْمُسْلِمِينَ فِي قَوْلِ مَالِكٍ الزَّكَاةُ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنْ تَجَرُوا مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ وَهُمْ خِلَافُ أَهْلِ الذِّمَّةِ فِي هَذَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَمَنْ تَجَرَ وَمَنْ لَمْ يَتْجُرْ فَإِنَّمَا عَلَيْهِ الزَّكَاةُ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً"(۱۲)

ترجمہ: میں نے کہا کیا مسلمان تاجروں سے زکوٰۃ سال میں ایک بار نہیں لینی چاہیے اور جبکہ وہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں تجارت کرتے ہوں اور کیا وہ اس میں ذمیوں سے جدا نہیں ہیں امام مالکؒ کے قول کے مطابق؟ انہوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا: جو تجارت کرے یا تجارت نہ کرے اس پر سال میں ایک ہی بار زکوٰۃ واجب ہے۔

المغنی میں امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے بیان کیا گیا کہ انہوں نے حضرت عمر کی روایت کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ عشور سال میں ایک بار ہی وصول کیا جائے:

"وَلَا تُؤْخَذُ مِنْهُمْ فِي السَّنَةِ إِلَّا مَرَّةً. نَصَّ عَلَيْهِ أَحْمَدُ، فِي رِوَايَةِ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ. وَقَالَ: كَذَا رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ عُمَرَ حِينَ كَتَبَ، أَلَّا يَأْخُذَ فِي السَّنَةِ إِلَّا مَرَّةً"(۱۳)

اور ان سے سال میں ایک بار سے زائد (عشور) نہ لیا جائے، امام احمدؒ نے یہ روایت اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے حوالہ سے صراحت سے بیان کی آپ فرماتے ہیں: اسی طرح روایت کیا ابراہیم نخعی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے جس وقت حضرت عمر نے لکھا کہ سال میں ایک بار سے زائد وصول نہ کیا جائے۔

۳۔ عشور وصولی کی مقدار

عشور کے سلسلہ میں شریعت اسلامیہ کی کتب میں پوری پوری رہنمائی موجود ہے جیسا کہ موطا امام مالک میں بیان کیا گیا:

"فَذَكَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَيْهِ: «أَنْ انْظُرْ مَنْ مَرَّ بِكَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَخُذْ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، مِمَّا يُدِيرُونَ مِنَ التِّجَارَاتِ، مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِينَارًا دِينَارًا. فَمَا نَقَصَ، فَبِحِسَابِ ذَلِكَ حَتَّى يَبْلُغَ عِشْرِينَ دِينَارًا. فَإِنْ نَقَصَتْ ثُلُثَ دِينَارٍ، فَدَعْهَا وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا. وَمَنْ مَرَّ بِكَ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ، فَخُذْ مِمَّا يُدِيرُونَ مِنَ التِّجَارَاتِ مِنْ كُلِّ عِشْرِينَ دِينَارًا دِينَارًا فَمَا نَقَصَ، فَبِحِسَابِ ذَلِكَ حَتَّى يَبْلُغَ عَشَرَةَ دَنَانِيرَ. فَإِنْ نَقَصَتْ ثُلُثَ دِينَارٍ، فَدَعْهَا وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا"(۱۴)

ترجمہ: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان کی جانب ایک تحریر لکھوائی کہ سمجھو مسلمانوں میں سے جو کوئی بھی تم لوگوں کے پاس سے گزرے تو جو کچھ تمہیں ان کے اموال میں سے ظاہر ہو جن میں تجارتی معاملات کرتے ہوں، تو اس میں سے ہر چالیس دینا پر ایک دینار وصول کیا جائے پھر اس سے جو کم مقدار ہو اسی حساب سے (کم وصول کرو) یہاں تک کہ اس کی مقدار بیس دینار تک کم ہو جائے تو نصف دینار وصول کرو پھر اگر وہ دینار کا تہائی حصہ سے بھی تھوڑا ہو تو اسے چھوڑ دیا جائے اور اس سے کچھ بھی وصول نہ کیا جائے اور اہل ذمیوں میں سے جو کوئی بھی تمہارے قریب سے گزرے تو وہ جن اموال سے تجارتی خرید و فروخت کریں تو اس میں سے ہر بیس دینار میں سے ایک دینار وصول کیا جائے پھر جو اس سے کم مقدار میں ہو تو اس سے اسی مقدار میں (بیسواں حصہ) حاصل کرو یہاں تک کہ وہ مال دس دینار تک پہنچ جائے اور اگر وہ تہائی دینار بھی کم ہو تو تو اسے چھوڑ دو اور کچھ وصول نہ کرو۔

عشور کے بارے میں امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں:

وَأَمَرْتَهُمْ أَنْ يُضِيفُوا الأَمْوَالَ بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ بِالْقِيمَةِ، ثُمَّ يُؤْخَذُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رُبُعَ الْعُشْرِ، وَمِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ نِصْفَ الْعُشْرِ وَمِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ الْعُشْرَ مِنْ كُلِّ مَا مُرَّ بِهِ عَلَى الْعَاشِرِ، وَكَانَ لِلتِّجَارَةِ

وَبَلَغَ قِيمَةَ ذَلِكَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَصَاعِدًا أُخِذَ مِنْهُ الْعُشْرَ،موَإِنْ كَانَتْ قِيمَةُ ذَلِكَ أَقَلَّ مِنْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ لَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُ شَيْءٌ. وَكَذَلِكَ إِذَا بَلَغَتِ الْقِيمَةُ عِشْرِينَ مِثْقَالا أُخِذَ مِنْهَا الْعُشْرُ؛ فَإِنْ كَانَتْ قِيمَةُ ذَلِك أقل لم يُؤْخَذ مِنْهُ شَيْءٌ.وَإِذَا اخْتُلِفَ عَلَيْهِ بِذَلِكَ مَرَّاتٍ كُلُّ مَرَّةٍ لَا يُسَاوِي مِائَتَيْ دِرْهَمٍ لَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُ شَيْءٌ"(۱۵)

ترجمہ: انہیں فرمان جاری کیجیے مختلف اقسام کے مال تجارت کی مالیت کے حساب سے ایک ہی جگہ پر میزان کر لیا کریں ہر ایک سے اس مال تجارت پر جس سامان کو لے کر تاجر محصول چنگی کے قریب سے گزریں اور جس کی مکمل قیمت ۲۰۰ درہم یا مقدار میں اس سے زائد ہو چنگی وصول کی جانی چاہیے، مسلمانوں سے چالیسواں، ذمیوں سے بیسواں حصہ اور حربی لوگوں سے دسواں حصہ وصول کیا جانا چاہیے اور اگر مال ۲۰۰ سے کم قیمت ہو تو کچھ بھی وصول نہ کیا جائے اور اگر تاجر مال تجارت لے کر بار بار چنگی پر سے گزرتا ہے اور ہر بار اس کے پاس ۲۰۰ درہم سے کم مقدار کا مال ہو تو اس سے کچھ وصول نہ کیا جائے۔

عشور کی مقدار جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مقرر کی وہ مقدار السنن الکبریٰ میں بھی یوں بیان کی گئی:

"قُلْتُ: فَاكْتُبْ لِي سُنَّةَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: فَكَتَبَ: مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ، وَمَنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ مِنْ كُلِّ عِشْرِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ، وَمِمَّنْ لَا ذِمَّةَ لَهُ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ دِرْهَمٌ"(۱۶)

ترجمہ: میں نے عرض کیا: پھر میرے لیے عمر رضی اللہ عنہ کی سنت لکھ دو فرماتے ہیں: آپ نے واجب کیا مسلمانوں پر ہر چالیس درہم کے بدلے ایک درہم اور ذمیوں سے ہر بیس درہم کے بدلے ایک درہم اور جو ذمی نہیں (حربیوں) کے لیے ہر دس درہم پر ایک درہم۔

امام ابو یوسفؒ عشور کی وصولی کی مقدار کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

"وَإِذَا مُرَّ عَلَيْهِ بِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ مَضْرُوبَةٍ أَوْ عِشْرِينَ مِثْقَالا تبرا أَو مِائَتِي دِرْهَم فضَّة أَوْ عِشْرِينَ مِثْقَالا مَضْرُوبَةً أَخَذَ مِنْ ذَلِكَ رُبُعَ الْعُشْرِ مِنَ الْمُسْلِمِ وَنِصْفَ الْعُشْرِ مِنَ الذِّمِّيِّ وَالْعُشْرَ مِنَ الْحَرْبِيِّ"(۱۷)

ترجمہ: جب کوئی آدمی سکوں کی صورت میں ۲۰۰ درہم چاندی یا ۲۰ مثقال سونا یا توڑوں کی صورت میں ۲۰۰ درہم کے برابر چاندی یا ۲۰ مثقال کے برابر سونا لے کر چنگی سے گزرے تو مسلمانوں سے چالیسواں حصہ (عام) ذمیوں سے بیسواں حصہ اور حربی سے دسواں حصہ وصول کیا جائے۔

کتاب الام کے مطابق عشور کی مقدار درج ذیل ہے:

"وَلَسْنَا نَعْلَمُهُمْ صُولِحُوا عَلَى أَكْثَرَ وَيُؤْخَذُ مِنْهُمْ كَمَا أَخَذَ عُمَرُ - رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ - مِنْ الْمُسْلِمِينَ رُبْعَ الْعُشْرِ وَمِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ نِصْفَ الْعُشْرِ وَمِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ الْعُشْرَ اتِّبَاعًا لَهُ عَلَى مَا أَخَذَهُ لَا نُخَالِفُهُ."(۱۸)

ترجمہ: ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے آپ رضی اللہ عنہ سے زائد معاہدے کیے ہوں اور ان (تاجروں سے عشور) لیا جائے جیسے حضرت عمر نے وصول کیا مسلمانوں سے عشر پر چوتھائی اور ذمیوں سے نصف عشر اور اہل حرب سے دسواں حصہ وصول کیا ہم اسی کی پیروی کرتے ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ نے وصول کیا ہم اس سے اختلاف نہیں کرتے۔

امام مالک کے نزدیک اہل حرب سے عشور کی مقدار دسواں حصہ ہے:

"قَالَ ابْنُ وَهْبٍ وَكَذَلِكَ قَالَ لِي مَالِكٌ، وَقَالَ سَحْنُونٌ وَقَدْ رَوَى عَلِيُّ بْنُ زِيَادٍ " فِي تُجَّارِ أَهْلِ الْحَرْبِ الْعُشْرُ ". وَقَالَ ابْنُ نَافِعٍ مِثْلَ قَوْلِ ابْنِ الْقَاسِمِ، إِنَّمَا هُوَ مَا رَاضَاهُمْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ حَدٌّ مَعْلُومٌ"(۱۹)

ترجمہ: ابن وہب کہتے ہیں اور اسی طرح مجھ سے امام مالک نے کہا، اور کہا سحنون نے اور اسی طرح روایت کیا علی بن زیاد نے "اہل حرب تاجروں سے دسواں حصہ وصول کیا جائے اور کہا ابن نافع نے ابن القاسم کی ہی طرح کہ بیشک اسی پر مسلمان متفق ہیں اور اس کی کوئی (یقینی) حد معلوم نہیں ہے۔

المغنی کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنی تغلب سے عشر اور باقی اہل کتاب نصاریٰ سے نصف عشر تجارت پر وصول کیا:

" وَقَدْ ذَكَرْنَا حَدِيثَ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ، أَنَّ عُمَرَ أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ نَصَارَى بَنِي تَغْلِبَ الْعُشْرَ، وَمِنْ نَصَارَى أَهْلِ الْكِتَابِ نِصْفَ الْعُشْرِ"(۲۰)

ترجمہ: اور بیشک ہم سے روایت کیا زیاد بن حدیر نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حکم دیا کہ بنی تغلب کے نصاریٰ سے دسواں حصہ اور (باقی) نصاریٰ اہل کتاب سے دسویں کا نصف حصہ وصول کریں۔

۴۔ حرام چیزوں پر چنگی

عشور کے سلسلہ میں کیا حرام چیزوں پر چنگی وصول کی جاسکتی ہے اس بارے میں فقہائے اربعہ کی رائے مختلف ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ بیان فرماتے ہیں:

"قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا مَرَّ أَهْلُ الذِّمَّةِ بِالْخَمْرِ لِلتِّجَارَةِ أُخِذَ مِنْ قِيمَتِهَا نِصْفُ الْعُشْرِ وَلا يُقْبَلُ قَوْلُ الذِّمِّيِّ فِي قِيمَتِهَا؛ حَتَّى يُؤْتَى بِرَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ يُقَوِّمَانِهَا عَلَيْهِ فَيَأْخُذُ نِصْفَ الْعُشْرِ مِنَ الثَّمَنِ"(۲۱)

فرمایا: اور ہم سے بیان کیا ابو حنیفہ سے حماد سے ابراہیم نے وہ کہتے ہیں: جب ذمی تجارت کے طور پر شراب لے کر گزرے تو اس سے نصف دسواں حصہ وصول کرو اور اس کی قیمت کے بارے میں ذمی کا اعتبار نہ کیا جائے بلکہ اسے دو آدمی ساتھ لانے ہوں گے جو اس کی قیمت لگائیں چنگی والا اسی قیمت کے حساب سے نصف دسواں حصہ چنگی وصول کرے۔

امام شافعیؒ عشور اہل الذمہ پر بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں ٹیکس صرف کھیتی اور مویشیوں پر ہے:

(قَالَ الشَّافِعِيُّ): أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِنَّمَا الصَّدَقَةُ فِي الْعَيْنِ وَالْحَرْثِ وَالْمَاشِيَةِ"(۲۲)

ترجمہ: (شافعی کہتے ہیں): ہمیں مالک نے خبر دی کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھا ہے: مالیہ صرف نقدی، فصل اور مویشیوں پر ہے۔

کتاب المدونۃ میں مسئلہ ہذا پر کوئی وضاحت نہیں ملتی لیکن اسی شراب اور خنزیر کے مسئلہ کو ایک اور انداز سے بیان کیا گیا ہے جو مسئلہ ہذا کے جائز ہونے کا جواز بن سکتا ہے:

"وَقَالَ مَالِكٌ: مَنْ وَرِثَ مِنْ عَبْدٍ لَهُ نَصْرَانِيٍّ ثَمَنَ خَمْرٍ أَوْ خِنْزِيرٍ فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ"(۲۳)

امام مالک بیان فرماتے ہیں: اگر کسی کو شراب یا سور کے گوشت کی کی قیمت وراثت میں ملے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

کتاب المغنی میں شراب اور خنزیر پر چنگی کی وصولی کو جائز قرار دیا گیا ہے جیسا کہ اس کتاب میں بیان کیا گیا:

"الَ أَبُو عُبَيْدٍ: وَمَعْنَى قَوْلِ عُمَرَ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ –: وَلُّوهُمْ بَيْعَهَا، وَخُذُوا أَنْتُمْ مِنَ الثَّمَنِ. أَنَّ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا يَأْخُذُونَ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ الْخَمْرَ وَالْخَنَازِيرَ مِنْ جِزْيَتِهِمْ، وَخَرَاجِ أَرْضِهِمْ بِقِيمَتِهَا"(۲۴)

ترجمہ: ابو عبیدہ کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کا مفہوم ہے: ان کو اس کی تجارت کا ذمہ دار چھوڑ دو، تم ان سے قیمت وصول کرو۔ یہ کہ مسلمان وصول کیا کرتے تھے ذمیوں سے شراب اور خنزیر پر جزیہ (بطور ٹیکس) اور اوران کی زمینوں پر ان قیمت کے مطابق خراج۔

۵۔ چنگی کی آمدنی کی نوعیت

بیان کیا گیا کہ اگر چنگی مسلمانوں سے وصول کی جائے گی تو اس کی نوعیت زکوٰۃ کی ہوگی اور اگر غیر مسلموں سے وصول کی جائے گی تو اس کی نوعیت خراج کی ہوگی جیسا کہ چنگی کی آمدنی کی نوعیت کے بارے میں السنن الکبریٰ میں بیان کیا گیا:

"عَنْ، حَرْبِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ , إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: خَرَاجٌ مَكَانَ الْعُشُورِ"(۲۵)

ترجمہ: حرب بن عبید اللہ، ابی الاحواص کے معنی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، مگر بیشک آپ نے فرمایا خراج کی جگہ (عشور) دسواں حصہ ٹیکس ہے۔

عشور کی نوعیت کی وضاحت کرتے ہوئے امام مالکؒ فرماتے ہیں

"وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ العَزِيزِ كَتَبَ إِلَىٰ عُمَّالِهِ: «أَنْ يَضَعُوا الجِزْيَةَ عَمَّنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الجِزْيَةِ حِينَ يُسْلِمُونَ ،قَالَ مَالِكٌ: «مَضَتِ السُّنَّةُ أَنْ لَا جِزْيَةَ عَلَىٰ نِسَاءِ أَهْلِ الكِتَابِ، وَلَا عَلَىٰ صِبْيَانِهِمْ، وَأَنَّ الجِزْيَةَ لَا تُؤْخَذُ إِلَّا مِنَ الرِّجَالِ الَّذِينَ قَدْ بَلَغُوا الحُلُمَ. وَلَيْسَ عَلَىٰ أَهْلِ الذِّمَّةِ، وَلَا عَلَى المجُوسِ فِي نَخِيلِهِمْ، وَلَا كُرُومِهِمْ، وَلَا زُرُوعِهِمْ، وَلَا مَوَاشِيهِمْ صَدَقَةٌ؛ لِأَنَّ الصَّدَقَةَ إِنَّمَا وُضِعَتْ عَلَى المسْلِمِينَ تَطْهِيرًا لَهُمْ، وَرَدًّا عَلَىٰ فُقَرَائِهِمْ. وَوُضِعَتِ الجِزْيَةُ عَلَىٰ أَهْلِ الكِتَابِ صِغَارًا لَهُمْ، فَهُمْ مَا كَانُوا بِبَلَدِهِمُ الَّذِي صَالَحُوا عَلَيْهِ، لَيْسَ عَلَيْهِمْ شَيْءٌ سِوَى الجِزْيَةِ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا أَنْ يَتَّجِرُوا فِي بِلَادِ المسْلِمِينَ، وَيَخْتَلِفُوا فِيهَا، فَيُؤْخَذُ مِنْهُمُ العُشْرُ فِيمَا يُدِيرُونَ مِنَ التِّجَارَاتِ؛ وَذٰلِكَ أَنَّهُمْ إِنَّمَا وُضِعَتْ عَلَيْهِمُ الجِزْيَةُ"(۲۶)

ترجمہ: اور مجھ سے بیان کیا امام مالکؒ نے ان تک پہنچی کہ عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنے عمال کو لکھا، (اسلام قبول کرنے والوں پر جزیہ عائد کرنا کیسا ہے جب اہل جزیہ اسلام قبول کرلیں) امام مالک فرماتے ہیں: سنت سے ثابت ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں اوران کے بچوں پر جزیہ نہیں ہے اور یہ جزیہ صرف بلوغت کو پہنچنے والے مردوں سے لیا جاتا ہے۔ نہ ذمیوں پر اور نہ ہی مجوسیوں پر زکوٰۃ واجب ہے نہ ہی ان کی کھجوروں پر، نہ انگوروں پر، نہ فصلوں پر اور نہ ہی مویشیوں پر، کیونکہ زکوٰۃ صرف مسلمانوں اپنے (اموال) کو پاکیزہ کرنے کے لیے اوران کے فقراء کو ادا کرنے کے لیے مقرر کی گئی ہے اور اہل کتاب کو انہیں ذلیل کرنے کے لیے جزیہ مقرر کیا گیا ہے چنانچہ جب تک وہ اپنے ملکوں میں موجود رہیں جس پر ان سے معاہدہ کیا گیا تو ان پر ان کے اموال میں سے جزیہ کے سوا کوئی چیز واجب نہیں ہے، صرف یہ کہ وہ مسلمانوں کے علاقوں میں آکر تجارت کریں اوران ممالک میں جانے آنے لگیں تو ان سے دسواں حصہ (عشور، چنگی) وصول کی جائے ان کے تجارتی مالوں میں جن کا وہ لین دین کرتے ہوں اوراس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں پر جزیہ صرف اسی لیے مقرر کیا گیا تھا۔

امام ابو یوسفؒ بھی عشور (چنگی) کو خراج سے تعبیر کرتے ہیں:

قَالَ أَبُو يُوسُف: فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَضَعَ العشور؛ فَلَا بَأْس بأخذها؛ إِذْ لَمْ يُتَعَدَّ فِيهَا عَلَى النَّاسِ، مِمَّا يَجِبُ وَيُؤْخَذُ بِأَكْثَرَ عَلَيْهِمْ. وَكُلُّ مَا أُخِذَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْعُشُورِ فَسَبِيلُهُ سَبِيلُ الصَّدَقَةِ مَا يُؤْخَذُ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ جَمِيعًا وَأَهْلُ الْحَرْبِ سَبِيلُ الْخَرَاجِ، وَكَذَلِكَ مَا يُؤْخَذُ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ جَمِيعًا مِنْ جِزْيَةِ رُءُوسِهِمْ وَمَا يُؤْخَذُ مِنْ مَوَاشِي بَنِي تَغْلِبَ؛ فَإِنَّ سَبِيلَ ذَلِكَ كُلَّهُ سَبِيلُ الْخَرَاجِ، يُقَسَّمُ فِيمَا يُقَسَّمُ فِيهِ الْخَرَاجُ، وَلَيْسَ هُوَ كَالصَّدَقَةِ"(۲۷)

ترجمہ: امام ابو یوسفؒ بیان کرتے ہیں بیشک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عشور کو قائم کیا پس اسے لینے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ لیکن اسے لینے میں لوگوں سے زیادتی نہ کی جائے مسلمانوں سے عشور (چنگی) کے طور پر جو کچھ بھی وصول کیا جائے گا یہ زکوٰۃ کی حیثیت میں ہوگا، مختلف اقسام کے ذمیوں اور حربیوں سے جو بھی چنگی وصول کی جائے گی اس کی حیثیت خراج کی ہوگی اور یہی نوعیت ان وصولیوں کی بھی ہوگی جو ذمیوں سے جزیہ کی صورت میں یا بنو تغلب کے مویشیوں میں وصول کیے جاتے ہیں ان تمام کی حیثیت خراج کی ہے اور ان محاصل کو ان مصارف پر خرچ کیا جانا چاہیے جن پر خراج کا مال خرچ کیا جاتا ہے اس کی نوعیت زکوٰۃ جیسی نہیں ہے۔

کتاب الام کے مطابق عشور کو جزیہ سے ہی تشبیہ دی گئی ہے جیسا کہ بیان کیا گیا:

"وَلَوْلَا أَنَّ عُمَرَ أَخَذَهُ مِنْهُمْ مَا أَخَذْنَا مِنْهُمْ فَهُوَ يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ أَخْذُهُ إِيَّاهُ مِنْهُمْ عَلَى أَصْلِ صُلْحٍ أَنَّهُمْ إِذَا اتَّجَرُوا أَخَذَ مِنْهُمْ وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّهُ أَخَذَ مِنْ أَحَدٍ فِي سَنَةٍ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَكْثَ فَلَمَّا كَانَتْ الْجِزْيَةُ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً كَانَ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ هَذَا عِنْدَنَا فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً"(۲۸)

ترجمہ: اور اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ نہ لیا ہوتا تو ہم بھی ان سے وصول نہ کرتے۔ غالباً آپ نے ان سے معاہدہ صلح اس بنیاد پر کیا تھا کہ اگر وہ تجارت کریں گے تو وہ ان سے (عشور) وصول کریں گے اور یہ بات ہم تک نہیں پہنچی کہ آپ نے کسی سے سال میں دوبار صول کیا ہو۔ اور میں مزیدہ نہیں کہتا: کیونکہ جزیہ ہر سال ایک بار ہوتا تھا تو اسے بھی ہمارے نزدیک ہر سال میں ایک بار ہونا چاہیے۔

اسی طرح کتاب الام میں ایک اور جگہ بیان کیا گیا جس سے بھی مذکورہ مسئلہ کی وضاحت ہوتی ہے کہ عشور کی حیثیت جزیہ کی ہے:

"وَلَا شَيْءَ عَلَيْكُمْ فِي أَمْوَالِكُمْ سِوَى جِزْيَتِكُمْ مَا أَقَمْتُمْ فِي بِلَادِكُمْ وَاخْتَلَفْتُمْ بِبِلَادِ الْمُسْلِمِينَ غَيْرَ تُجَّارٍ "(۲۹)

ترجمہ: اور جب تک تم اپنے ملک رہو یا مسلمان ممالک میں چلو پھرو تو تم پر تمہارے مال میں سے سوائے جزیہ کے کچھ نہیں ہے سوائے تجارت کے۔

عشور کی نوعیت کے بارے میں المدونۃ میں بیان کیا گیا اس کی صورت جزیہ کی طرح ہوگی:

"قَالَ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ ابْنِ لَهِيعَةَ، وَيَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، حَدَّثَهُمَا عَنْ رَبِيعَةَ: إنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِأَهْلِ الذِّمَّةِ الَّذِينَ كَانُوا يَتَّجِرُونَ إلَى الْمَدِينَةِ: إنْ تَجَرْتُمْ فِي بِلَادِكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ فِي أَمْوَالِكُمْ زَكَاةٌ، وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ إلَّا جِزْيَتُكُمْ الَّتِي فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ، وَإِنْ خَرَجْتُمْ وَضَرَبْتُمْ فِي الْبِلَادِ وَأَدَرْتُمْ أَمْوَالَكُمْ أَخَذْنَا مِنْكُمْ وَفَرَضْنَا عَلَيْكُمْ كَمَا فَرَضْنَا جِزْيَتَكُمْ"(۳۰)

ترجمہ: ابن وھب سے ابن لھیعۃ اور یحیی بن ایوب سے عمارہ بن غزیہ ان دونوں سے بیان کی ربیعہ نے: عمر بن خطاب نے ذمیوں سے کہا جو مدینہ میں تجارت کر رہے تھے اگر تم اپنے ملک میں تجارت کرتے ہو تو تم پر زکوٰۃ نہیں اور تم پر کچھ نہیں سوائے جزیہ کے جو تم پر واجب کیا گیا اور اگر آپ باہر جائیں اور سفر کریں ملک میں اور اپنے مالوں سے تجارت کروگے پھر ہم تم وصول کریں گے اور تم پر ٹیکس لگائیں گے جیسے تم پر جزیہ واجب کیا گیا۔(یعنی اس ٹیکس کی صورت جزیہ کی مانند ہوگی)

المغنی میں بھی یہی بیان کیا گیا کہ تجارت پر ذمیوں سے لیا جانے والے ٹیکس کی نوعیت خراج کی تھی

"وَرَوَى بِإِسْنَادِهِ عَنْ سُوَيْد بْنِ غَفَلَةَ، أَنَّ بِلَالًا قَالَ لِعُمَرَ: إنَّ عُمَّالَك يَأْخُذُونَ الْخَمْرَ وَالْخَنَازِيرَ فِي الْخَرَاجِ"(۳۱)

ترجمہ: سوید بن غفلہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ بلال حضرت عمر کے بارے میں کہتے ہیں: بیشک آپ کے عمّال شراب اور خنزیر پر خراج میں سے لیتے تھے۔

خلاصہ

۱۔ عشور کے سلسلہ میں سب سے پہلے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے منظم انداز میں وصول کرنے کا حکم دیا کہ غیر مسلم ریاستوں میں جس طرح ہمارے تاجروں سے چنگی وصول کی جاتی ہے اسی مناسبت سے ان کے تاجروں سے بھی ٹیکس وصول کیا جائے۔ ابو یوسف فرماتے ہیں: لہٰذا اگر اس کی وصولی میں لوگوں سے زیادتی نہ کی جائے تو اس کی تحصیل میں کوئی حرج نہیں ہے، امام شافعی اس کی وصولی میں کوئی ہرج نہیں امام مالک اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ذمیوں سے کہا اگر ذمی تجارت کرتا ہے تو اس سے ہر چیز پر دسواں حصہ نفع میں سے لیا جائے گا۔ اس کی وصولی کے بارے میں ائمہ کا اتفاق ہے۔

۲۔ امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں اگر ذمی دوسو درہم یا بیس مثقال کے برابر مسلمان ممالک سے دار الحرب لے جاتا ہے تو ہر مرتبہ گزرتے ہوئے چنگی وصول کی جائے اگر اس سے کم ہے تو چنگی نہیں ہے۔ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ سال میں صرف ایک بار چنگی وصول کیا جائے جبکہ امام ابو یوسف نے ایک مقدار دوسو درہم اور بیس مثقال مقرر کی ہے کہ جب بھی وہ مسلمان ممالک سے گزریں اس مقدار پر چنگی وصول کی جائے۔

۳۔ چنگی کی مقدار کے بارے میں امام ابو یوسفؒ کہتے ہیں اگر دوسو درہم یا بیس مثقال کے برابر مال لے کر گزریں تو مسلمانوں سے چالیسواں حصہ ذمیوں سے بیسواں حصہ اور حربیوں سے دسواں حصہ وصول کیا جائے۔ امام شافعی فرماتے ہیں اسے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح وصول کیا جائے یعنی مسلمانوں سے عشر پر چوتھائی اور ذمیوں سے نصف عشر اور اہل حرب سے دسواں حصہ وصول کیا جائے امام مالک مسئلہ ہذا کے بارے میں فرماتے ہیں اہل حرب تاجروں سے دسواں حصہ وصول کیا جائے اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں بنی تغلب سے دسواں حصہ وصول کیا جائے باقی اہل کتاب نصاریٰ سے نصف عشر وصول کریں، مذکورہ مسئلہ میں امام ابو یوسف، امام شافعی اور امام مالک کی رائے ایک ہے اور امام احمد بن حنبل اتنا فرق کرتے ہیں کہ بنی تغلب سے عشر وصول کیا جائے اور باقی اہل کتاب نصاریٰ سے نصف عشر چنگی وصول کیا جائے۔

۴۔ ایک اہم معاملہ کیا حرام چیزوں پر چنگی لی جا سکتی ہے تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں ذمی تاجر تجارت کے طور پر شراب لے کر گزریں تو ان سے نصف دسواں حصہ وصول کرو اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں عمر بن عبد العزیز نے لکھا ہے: مالیہ صرف نقدی، فصل اور مویشیوں پر ہے کتاب المدونۃ الکبریٰ میں اگرچہ مسئلہ ہذا کی وضاحت موجود نہیں لیکن ایک مسئلہ

میں امام مالک بیان کرتے ہیں اگر کسی کو شراب اور سور کے گوشت کی قیمت وراثت میں ملے تو لے سکتا ہے یہ مسئلہ بطور جواز بن سکتا ہے حرام چیزوں کی چنگی کی وصولی میں اور کتاب المغنی میں بیان کیا گیا کہ ذمیوں سے شراب اور خنزیر پر جزیہ اوران کی زمینوں پر ان کی قیمت کے مطابق خراج ہے یعنی احناف، مالکی اور حنابلہ حرام چیزوں پر چنگی کی وصولی کی تائید کرتے ہیں جبکہ امام شافعیؒ نے مسئلہ ہذا میں باقیوں کی تائید نہیں کی۔

۵۔ جو عشور یا چنگی وصول کی جائے گی اس کی حیثیت کیا ہو گی آیا وہ زکوٰۃ ہے یا خراج یا جزیہ اس بارے میں امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں جو عشور مسلمانوں سے وصول کیا جائے گا اس کی حیثیت زکوٰۃ کی ہو گی اوراگر غیر مسلموں سے وصول کیا جائے گا تو اس کی حیثیت خراج کی ہو گی امام شافعیؒ نے جزیہ سے تشبیہ دی ہے آپ کہتے ہیں کیونکہ جزیہ سال میں ایک بار ہو تا ہے تو اسے بھی ہمارے نزدیک سال میں ایک بار ہی ہونا چاہیے امام مالک نے بھی اسے جزیہ سے تشبیہ دی ہے اورامام احمد بن حنبل اسے خراج کہتے ہیں یعنی مسئلہ ہذا میں امام ابویوسفؒ اورامام احمد بن حنبل کی رائے ایک ہے وہ عشور کو خراج کہتے ہیں اورامام شافعی اورامام مالک چنگی یا عشور کو جزیہ کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) ابو بکر البیہقی ،احمد بن الحسین بن علی (م۴۵۸ھ)السنن الکبری، (بیروت ،لبنان، دار الکتب العلمیۃ ،الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۴ /۲۰۰۳ء)، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ فی مال حتی یحول علیہ الحول، ۴:۱۶۰، رقم الحدیث ۷۲۷۳۔

(۲) ابو بکر البیہقی، السنن الکبری، کتاب الجزیۃ، باب مایؤخذ من الذمی اذا اتجر فی غیر بلدہ، ۹:۳۵۳، رقیم الحدیث ۱۸۷۶۳۔

(۳) ابویوسف، امام ،یعقوب بن ابراہیم (م۱۸۲ھ)الخراج ،(مصر: مکتبۃ الازھریۃ للتراث، س ن)، باب فی الزیادۃ والنقصان والضیاع فی الزکاۃ، فصل فی العشور وحکم من یجبونھا، ۱:۱۴۸۔

(۴) شافعی، امام ،ابوعبداللہ محمد بن ادریس(م۲۰۴ھ)الام ، (بیروت ،دار المعرفۃ، ۱۴۱۰ / ۱۹۹۰ء)، کتاب الزکاۃ، ضیق السھمان وماینبغی فیہ عند القسم، ۲:۱۰۲۔

(۵) مالک بن انس بن مالک(م۱۷۹ھ)المدونۃ ،(بیروت: دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولی، ۱۴۱۵ / ۱۹۹۴ء)، کتاب الزکاۃ الاول، تعشیر اھل الزمۃ، ۱:۳۳۱۔

(۶) مالک بن انس بن مالک، المدونۃ، کتاب الزکاۃ الاول، تعشیر اھل الزمۃ، ۱:۳۳۲۔

(۷) ابن قدامۃ، ابو محمد موفق الدین عبداللہ (م۶۲۰ھ)المغنی لابن قدامۃ ،(مصر: مکتبۃ القاھرۃ، ۱۳۸۸ / ۱۹۶۸ء)، کتاب الجزیۃ، فصل کام مع الذمی عشرۃ دنانیر الجزیۃ، ،۹:۳۴۷۔

(۸) مالک بن انس بن مالک(م۱۷۹ھ)موطاالامام مالک، (بیروت ولبنان: دارا حیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ / ۱۹۸۵ء)، کتاب الطھارۃ، باب العمل فی المسح علی الخفین، ۱:۲۷۹، رقم الحدیث ۴۵۔

(۹) ابو بکر البیہقی، السنن الکبری، کتاب الجزیۃ، باب لایؤخذ منھم ذلک فی السنۃ الامرۃ واحدۃ، ۹:۳۵۵، رقم الحدیث ۱۸۷۷۴۔

(۱۰) ابویوسف، الخراج، باب فی الزیادۃ والنقصان والضیاع فی الزکاۃ، فصل فی العشور وحکم یجبونھا، ۱:۱۴۷۔

(۱۱) شافعی، الام، مسائل فی الجھاد والجزیۃ، نصاری العرب، ۴:۲۹۹۔

(۱۲) مالک بن انس بن مالک، المدونۃ، کتاب الزکاۃ الاول، تعشیر اھل الزمۃ، ۱:۳۳۱۔

(۱۳) ابن قدامۃ، المغنی لابن قدامۃ، کتاب الجزیۃ، فصل کان مع الذمی عشرۃ دنانیر الجزیۃ، ۹:۳۴۸۔

(۱۴) مالک بن انس بن مالک، موطاالامام مالک، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ العروض، ۱:۲۵۵، رقم الحدیث ۲۰۔

(۱۵) ابویوسف، الخراج، باب فی الزیادۃ والنقصان والضیاع فی الزکاۃ، فصل فی العشور وحکم یجبونھا، ۱:۱۴۶۔

(۱۶) ابو بکر البیھقی، السنن الکبری، کتاب الجزیۃ، باب لایؤخذ منھم ذلک فی السنۃ الامرۃ واحدۃ، ۹:۳۵۳، رقم الحدیث ۱۸۷۶۴۔

(۱۷) ابویوسف، الخراج، باب فی الزیادۃ والنقصان والضیاع فی الزکاۃ، فصل فی العشور وحکم یجبونھا، ۱:۱۴۶۔

(۱۸) شافعی، الام، مسائل الجھاد والجزیۃ، نصاری العرب، ۴:۲۹۹۔

(۱۹) مالک بن انس بن مالک، المدونۃ، کتاب الزکاۃ الاول، تعشیر اھل الذمۃ، ۱:۳۳۲۔

(۲۰) ابن قدامۃ، المغنی لابن قدامۃ، کتاب الجزیۃ، فی کان مع الذمی عشرۃ دنانیر الجزیۃ، ۹:۳۴۸۔

(۲۱) امام ابویوسف، الخراج، باب فی الزیادۃ والنقصان والضیاع فی الزکاۃ، فصل فی العشور وحکم یجبونھا، ۱:۱۵۰۔

(۲۲) شافعی، الام، مسائل فی ابواب المتفرقۃ، باب خلاف سعید وابی بکر فی الایلاء، ۷:۲۶۰۔

(۲۳) مالک بن انس بن مالک، المدونۃ، کتاب المواریث، میراث المسلم والنصرانی، ۲:۵۹۹۔

(۲۴) ابن قدامۃ، المغنی لابن قدامۃ، کتاب الجزیۃ، فصل الحربی یعشر کلمادخل الینا الجزیۃ، ۹:۳۵۰۔

(۲۵) ابوبکر البیھقی ، السنن الکبری، کتاب الجزیۃ، باب الذمی یسلم فیرفع عنہ الجزیۃ ولایعشر مالہ اذااختلف بالتجارۃ، ۹:۳۳۴، رقم الحدیث ۱۸۷۰۴۔

(۲۶) مالک بن انس بن مالک، موطاالامام مالک، کتاب الزکاۃ، باب الجزیۃ اھل الکتاب والمجوس، ۱:۲۷۹، رقم الحدیث ۴۵۔

(۲۷) ابویوسف، الخراج، باب فی الزیادۃ والنقصان والضیاع فی الزکاۃ، فصل فی العشور وحکم یجبونھا، ۱:۱۴۸۔

(۲۸) شافعی، الام، مسائل فی الجھاد والجزیۃ، نصاری العرب، ۴:۲۹۹۔

(۲۹) شافعی، الام، کتاب الجھاد والجزیۃ، اراد الامام ان یکتب کتاب صلح علی الجزیۃ، ۴:۲۰۹۔

(۳۰) مالک بن انس بن مالک، المدونۃ، کتاب الزکاۃ الاول، تعشیر اھل الزمۃ، ۱:۳۳۲۔

(۳۱) ابن قدامۃ، المغنی لابن قدامۃ، کتاب الجزیۃ، مسالۃ دخل الینا من اھل الکتاب تاجر حربی بامان الجزیۃ، ۹:۳۵۰۔

Bibliography

- Abu Bakar al-Behaqi, Ahmad Bin al-Husain Bin Ali, *Al-Sunan al-Kubra*, (Beirut- Lebanan: Dar al-Kutub al-Ilmia, 2003)
- Abu Yousuf Imam Ya'qoob Bin Ibraheem, *Al-Kheraaj*, (Egypt: Maktaba al-Azharia Lilturas)
- Saafi'e Imam Abu Abdullah Muhammad Bin Idrees, *Al-Umm*, (Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1990)
- Imam Malik Bin Anas, *Al-Mudawwena*, (Beirut: Dar- Al-Kutub al-Ilmia, 1994)
- Ibne Qudama Abu Muhammad Moofiq Abdullah, *Al-Mughni Ly Ibn-e Qudama*, (Egypt: Maktabah Al-Qahirah 1968)
- Imam Malik Bin Anas, *Mu'tah Imam Maliik*, (Beirut – Lebanan: Dar Ehya'a al-Turaas Al-Arabi, 1985)

❖❖❖